مبہمات القرآن کا تعارف، اسباب اور طرقِ ترجیح۔تحقیقی مطالعہ

زیوران اللہ [1]

ABSTRACT

The holy Qur'an is the well spring of all the wisdom/Learning .The predecessors scholars of Islam have been chosen the holy Quran as a pivot/hub for the ratiocination of all types of wisdom/learnings. In fact all the wisdom are the branches of the holy Quran, similarly there are some learnings/ wisdom which are essential for the true comprehension and perception of the holy Quran. In these wisdom/ learnings the ordination of the undefined /inexplicit verses of holy Quran falls in this important category.

Undefined/Inexplicit verses of holy Quran, its causes and styles of priorities are elaborated in this article.

Key words: Qura'n, Sunnah, Undefined Era, Causes, Significant

قرآنِ کریم جملہ علوم کا منبع ہے۔علمائے سلف نے استنباطِ علوم کے حوالے سے قرآن کریم کو مرکز ومحور بنایا ہے۔جس طرح جملہ علوم وفنون قرآن کریم کا فرع ہے اس طرح قرآنِ کریم کے صحیح فہم وادراک کے لئے بھی ایسے علوم ہیں جن کے بغیر قرآنِ کریم کا فہم وادراک تشنہ ہوتا ہے۔ان علوم میں سے اہم قرآنِ کریم کے مبہمات کا تعین بھی ہے۔اسے مبہمات القرآن کا نام دیا جاتا ہے۔زیرِنظر سطور میں مبہمات القرآن کا تعارف،اسباب اور کسی معنیٰ کی تعین کے لئے علمائے سلف کے طرقِ ترجیح کا بیان کیا جاتا ہے۔

مبہمات القرآن کا تعارف:

مبہمات القرآن مرکبِ اضافی ہے۔مبہمات مضاف اور القرآن مضاف الیہ ہے۔کسی بھی اصطلاح کو کماحقہ سمجھنے کے لئے مرکب لفظ کے جملہ افراد کے لغوی معنی کا تعین کرنا ازحد ضروری ہے۔چنانچہ القرآن کی تحقیق فصلِ اول میں گزر چکی ہے۔لہذا سطورِ ذیل میں صرف ''مبہمات'' کی لغوی تحقیق کی جاتی ہے۔

[1] ایم فل سکالر شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں۔

مبہمات کے لغوی معنی:

مبہمات جمع ہے ''مبہم'' کا مبہم بابِ افعال سے اسمِ مفعول کا صیغہ ہے ۔جس کا مادہ اصلی ''ب ہ م'' (بھم) ہے۔لغوی اعتبار سے اس کے معنی یہ بیان کی جاتی ہے۔

بَهِمَ: اَلْبَاءُ وَالْهَاءُ وَالْمِيمُ: أَنْ يَبْقَى الشَّيْءُ لَا يُعْرَفُ الْمَأْتَى إِلَيْهِ. يُقَالُ هَذَا أَمْرٌ مُبْهَمٌ.(۱)

ترجمہ:''کسی چیز کا ایسا ہونا کہ اس کے ادراک کا کوئی سبیل نہ ہو، کہا جاتا ہے کہ ''یہ معاملہ مبہم ہے۔''

اسی مادہ کو بابِ افعال میں لا کر اس کا معنیٰ پوشیدہ اور مشکل کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ

أبهم الأمرُ: خَفِيَ وأشكل واشتبه، كان غير واضح (۲)

ترجمہ:''معاملہ مبہم ہوگیا، (یہ کہا جاتا ہے جب) پوشیدہ، مشکل اور مشتبہ یعنی گیر واضح ہو۔''

اسی طرح یہ متعدی بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے:

"أبهم فلانٌ الأمرَ: أخفاه وأشكله، وجعله غامضًا غير مفهوم "يتّصف أسلوب هذا الكاتب بالإبهام"(۳)

فلان نے معاملہ مبہم بنایا (یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ) اس کو پوشیدہ اور بامشکل بنائے یعنی اس میں غموض ہو اور اس کا معنی واضح نہ ہو۔اس کاتب کا اسلوب ابہام کے ساتھ متصف کیا جاتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مبہم ہر اس چیز، معاملہ یا امر کو کہا جاتا ہے جس میں پوشیدگی خفاء اور عدمِ وضوح ہو۔

مبہمات القرآن کے اصطلاحی معنی:

اصطلاحی معنیٰ کے حوالے سے علماء نے ان کے اقسام کے ضمن میں تعریف کی ہے۔جس سے نہ صرف اس علم وفن کے اقسام واضح ہوتے ہیں بلکہ ان کی تعریف کی جاتی ہے۔ چنانچہ معجم علوم القرآن میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

"هي ما أبهم من أسماء الأشخاص والأماكن والآماد والأعداد الواردة في كتاب الله تعالى."(۴)

ترجمہ:''مبہمات القرآن سے مراد قرآنِ کریم میں وارد شخصیات کے اسماءِ مبہمہ، امکنہ، مدتیں اور اعداد وشمار (مبہمہ) ہیں۔''

اسی طرح طرح الموسوعۃ القرانیۃ المتخصصہ میں مبہمات القرآن کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:(۵)

والمبهم في كتاب الله- تعالى-: هو ما خفي اسمه أو رسمه أو وصفه أو زمانه أو مكانه ونحو ذلك مما خفيت آثاره، أو جهلت أحواله لسبب من الأسباب الجلية أو الخفية، سواء احتاج المكلفون إلى معرفته بالبحث عن الوسائل التي تزيل خفاءه، وتدفع إشكاله، أم لم يحتاجوا إلى ذلك.

ترجمہ: کتاب اللہ میں مبہم سے مراد وہ خفی نام ونشان اور وصف، زمان ومکان اور ہر وہ چیز جس کے اثار پوشیدہ اور خفی ہو، یا

جس کے احوال غیر معلوم ہو کسی ظاہر یا خفی سبب کی وجہ سے، خواہ مکلف اس کی خفاء کے زائل کرنے کے مسائل اختیار کر کے اس کی معرفت کا محتاج ہو یا نہ ہو۔''

مذکورہ دونوں تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ کریم میں وارد مبہمات سے مراد تمام وہ امور ہیں جن کا تعین پوشیدہ ہو ،خواہ وہ شخصیات ہو یا اماکن، زمان و مکان ہو یا اعداد و شمار اور خواہ انسان اس کی معرفت کا محتاج ہو یا نہ ہو۔

مبہمات کے اقسام:

مبہمات دو اقسام میں منحصر ہیں کیونکہ بعض مبہمات ایسی ہیں جن میں ابہام زیادہ ہوتا ہے اور بعض میں ابہام کم ہوتا ہے۔

نوعِ اول:

مبہمات کی پہلی قسم وہ ہے جن میں ابہام زیادہ ہوتا ہے اور حروف کے ظاہری صورت کے علاوہ کچھ فہم نہیں ہوتا۔ اس قسم سے مراد قرآنِ کریم میں بعض سورتوں کی ابتداء میں حروفِ مقطعات ہیں جیسے الم، حم، کہی عص وغیرہ (٦)

پہلی قسم کے معنیٰ کی تعین میں علمائے سلف کے دو مذہب ہیں۔

یہ کتاب اللہ میں اللہ تعالیٰ کے راز ہیں جو عام لوگوں سے محجوب و مستور رکھا گیا ہے۔ اس قول کی تائید امام شعبیؒ [م ۱۰۴ھ] کے قول سے ہوتی ہیں۔

"للہ فی کل کتاب ستر و سترہ فی القران فی فواتح السور" (٧)

ترجمہ: ''ہر کتاب (اللہ) میں اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ راز کی باتیں ہوتی ہیں اور قرآنِ کریم میں سورتوں کے اوائل ہیں۔''

(۲) دوسرا یہ کہ حروفِ مقطعات کے معانی معلوم کئے جا سکتے ہیں، او معانی کو معلوم کرنے کے لئے غور و فکر اور بحث و تلاش کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ مذہب اہلِ کلام اور اہلِ لغت کا اختیار کردہ ہے۔ یہ قول ابن عباس [م ۷۰ھ]، حضرت علی [م ۴۰ھ] اور دوسرے کبار صحابہ سے مروی ہے۔ (٨)

اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ مذہبِ اول کے حاملین کے ہاں ان حروفِ مقطعات کے حقیقی معانی اور مرادی معانی غیر معلوم ہیں اور مذہبِ ثانی کے حاملین حروفِ مقطعات کے حقیقی معانی اور مرادی معانی کو معلوم کرنے کے تو قائل نہیں، البتہ تاویل کے ذریعے ان کے معانی معلوم کرنے کے قائل ہیں۔ معلوم ہوا کہ مذکورہ اختلاف حقیقی نہیں بلکہ لفظی ہے۔

قسمِ دوم/ الفاظِ مفردہ و مرکبہ:

مبہمات کی دوسری قسم وہ الفاظ یا مرکبات یعنی جملے ہیں جس میں ظاہری الفاظ کے اعتبار سے کوئی ابہام نہیں ہوتا، البتہ معنوی مقصود کے لحاظ سے ابہام ہوتا ہے۔ یہ ابہام یا تو زمانے کی تعیین ی وجہ سے یا جن اعلام و اسماء کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے یعنی مشار الیہ کی تعیین میں ابہام ہوتا ہے۔

الفاظ مفردہ کی مثال:

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾(۹)

ترجمہ: ''اور سنا ان کو حال واقعی آدم کے دو بیٹوں کا جب نیاز کی دونوں نے کچھ نیاز اور مقبول ہوئی ایک کی اور نہ مقبول ہوئی دوسرے کی کہا میں تجھ کو مار ڈالوں گا، وہ بولا اللہ قبول کرتا ہے تو بہ پرہیز گاروں سے۔''

اس آیت کا ظاہری معنیٰ ومفہوم واضح ہے، البتہ حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کی تعین مقصودی میں ابہام ہے کہ وہ کون تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ اس قصہ کو بیان کیا ہے۔ چنانچہ اس ابہام کو حدیث اور آثارِ صحابہ نے رفع کیا ہے، کہ آدم کے ان دو بیٹوں کا نام قابیل اور ہابیل ہیں جو آپ کے صلبی اولاد ہیں۔(۱۰)

الفاظِ مرکبہ یا جملہ میں ابہام کی مثال:

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾(۱۱)

ترجمہ: ''لوگو! ڈرو اپنے رب سے بیشک بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے جس دن اس کو دیکھو گے بھول جائے گی ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلائے کو، اور ڈال دے گی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور ان پر نشہ نہیں پر آفت اللہ کی سخت ہے۔''

اس آیت میں مرکبات اور جملوں کا لفظی معنیٰ واضح اور ظاہر ہے۔ لیکن اس میں ابہام اس طور پر ہے کہ یہ زمانہ قیامت کب ہوگا، چنانچہ اس میں شک نہیں۔ اس کا تعین مستور اور مبہم ہے حتیٰ کہ انبیاء اور مقربین کو بھی معلوم نہیں۔ چنانچہ اس کی تعیین اور علمِ صحیح صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور اس کا انکشاف بدونِ اس کے کہ یہ واقعات سامنے آجائے نہیں ہوسکتا۔

قرآنِ کریم میں ابہام کی بجائے تصریح کی حکمت اور سبب:

کتبِ تاریخ کی ورق گردانی سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ان امور کے متعلق معجزات عطاء کئے جو ہر زمانے کے معاشرتی اعصاب پر چھا چکے تھے۔ جس چیز کا جس زمانے میں چرچا ہوتا اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو اسی کے موافق معجزات سے نوازا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ یہ قریب الی الفہم ہوتے اور جن لوگوں کے لئے ہدایت مقدر ہوتی ان کے لئے ہدایت کا سامان اور جن کے لئے شقاوت اور ضلالت مقدر ہوتی ان کے لئے شقاوت کا سامان اپنے اندر یہ معجزات سموجاتے۔

نبی کریم ﷺ جس زمانے میں مبعوث ہوئے اس وقت فصاحت و بلاغت کا چرچا تھا۔عرب شعراء بلاغی کلام بننے میں انتہاء تک پہنچ چکے تھے۔اس زمانے کی بلاغتی ترجیحات کا رعایت کرتے ہوئے نزولِ قرآن کا سلسلہ شروع ہوا۔

کسی جگہ پر ابہام میں بلاغتی نقطہ ہوتا ہے،تو دوسری جگہ تصریح میں ایک سبب اور حکمت چُھپی ہوتی ہے۔ابہام کی بجائے حضرت مریمؑ کے اسم پر قرآنِ کریم کی تصریح میں حکمت بھرا نکتہ ہے۔قرآنی آیات پر غور کرنے کے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مریم اُمّ عیسیٰؑ کے علاوہ صراحتاً کسی عورت کا ذکر نہیں ملتا،حکمت اس کی یوں بیان کی گئی ہے:

"أن ملوك العرب والأمراءحسب لغتهم لم يكونوايذكرون اسم الحرائرمن النساءوالزوجات صراحةبل كانوايذكرون اسم الإماءمن غيرالحرائر،فجاءالقرآن الكريم بلغتهم ليبيّن أن مريم هيأمةمن عبيدالله وليست إلهة كمايزعم البعض،كماأنهاليس تزوجةلله تعالى"(١٢)

ترجمہ"کہ عرب ملوک و امراحسبِ لغت ازادعورتوں اوراپنی بیویوں کو ناموں سے نہیں پکارتے بلکہ کنیز اور لونڈیوں کو ناموں سے پکارتے تھے،پس قرآن ان کی لغت پر نازل ہوا تاکہ واضح ہوجائے کہ مریم کسی کی لونڈی تھی نہ کہ معبود جیسا کہ بعض (نصاریٰ) کا خیال ہے جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا زوجہ نہیں (پس عیسیٰؑ ابن اللہ نہیں)"

اسی طرح حضرت زید بن حارثہ (١٣)ؓ کے نام پر قرآن کی تصریح میں اپنی ایک حکمت چھپی ہے،چنانچہ ارشادِ ربانی ہوا

"فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ"(١٤)

ترجمہ"پس جب کہ زید نے اس عورت سے اپنی غرض پوری کر لی ہم نے اسے تیرے نکاح میں دے دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں کسی طرح کی تنگی نہ رہے"

عربوں میں متبنیت کی عادت پوری طرح راسخ ہوچکی تھی،چنانچہ نبی پاک نے زید کو متبنی بنایا اور لوگ اسی وجہ سے ان کو زید بن محمد سے پکارتے جیسے کہ عرب کی عادت تھی کہ بھرے مجمع میں آدمی اعلان کرتا کہ فلاں ان کا بیٹا ہے،میں ان کا اور وہ میرا وارث ہے۔اس صورتِ حال کے ابطال پر"المعجزةالقرآنيةحقائقعلميةقاطعة"میں یوں تبصرہ کیا گیا ہے

"فأبطل الإسلام هذه العادة بنص القرآن الكريم وبفعل النبى صلّى الله عليه وسلّم الذى تزوج زينب زوجة زيد، وذكر اسمه صراحة ليكون ذلك شاهدا على إبطال التبنّي على مرّ العصور والأزمان وفى كل الأمصار والأصقاع."(١٥)

ترجمہ:"پس اسلام نے یہ عادت قرآنی نص اور نبی کے فعل سے باطل ٹھرایا کہ نبی پاک نے اپنے (متبنی) زیدؓ کی بیوی حضرت زینبؓ سے نکاح کر ڈالا،ساتھ ساتھ زید بن حارثہؓ کے نام پر تصریح بھی کی تاکہ وقت گزرنے کے ساتھ یہ ہر جگہ اور ہر مقام پر رسمِ متبنیت کے ابطال پر شاہد بھی ہو۔"

قرآن کریم میں مبہمات کے اسباب:

قرآنِ کریم معجز کتاب ہے۔اس کا اعجاز مختلف جہتوں سے مسلم ہیں۔ان میں سے ایک جہت بلاغتِ قرآن بھی ہے ،اسبابِ بلاغت میں یہ بھی ہے کہ مقامِ تصریح میں ابہام سے کام لیا جائے، چنانچہ اسی بناء پر قرآنِ کریم میں مبہمات وارد ہوئے ہیں ،البتہ قرآنی علوم کے ماہرین نے مبہمات کے مختلف اسباب بیان کئے ہیں،جن کو یہاں یہاں تفصیلاً ذکر کیا جاتا ہے:

(۱)اول:

قرآن کریم میں ابہام کا پہلا سبب یہ ہے کہ ایسی جگہ ابہام سے کام لیا جاتا ہے کہ جس کی پھر تصریح وتفصیل بعد میں سیاقِ کلام سے خود معلوم ہوتی ہے جیسے سورۃ الفاتحہ میں:

﴿صراط الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ﴾ (۱۶) کی تفصیل سورۃ النساء میں بیان کی گئی ہیں،یعنی جولوگ انعام یافتہ ہین ان کے چار انواع ہیں جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾ (۱۷)

ترجمہ:اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور اچھی ہے ان کی رفاقت۔

اس قسم کی بہت ساری مثالیں قرآنِ مجید میں پائی جاتی ہیں۔

(۲)دوم:

ایسے مقامات پر ابہام کیا جاتا ہے جہاں پہلے سے اشارۃ تعیین موجود ہوتی ہے۔اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

﴿وَقُلْنَا يَاآدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ (۱۸)

ترجمہ: اور ہم نے کہا اے آدم رہا کر تو اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو جہاں کہیں سے چاہو اور پاس مت جانا اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے ظالم یہاں آدمؑ کی زوجہ مبارکہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ یہاں کوئی اور مراد ہی نہیں۔

(۳)سوم:

ایسی جگہ میں بھی ابہام ہوتا ہے جہاں تصریح کا کوئی معتد بہ فائدہ نہ ہو۔جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ﴾

(۱۹)

ترجمہ: یا نہ دیکھا تو نے اس شخص کو کہ گزرا وہ ایک شہر پر اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتوں پر بولا کیونکر زندہ کرے گا اس کو اللہ مر گئے پیچھے پھر مردہ رکھا اس شخص کو اللہ نے سو برس۔

اسی طرح: ﴿وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ (۲۰) سے مراد ایلہ ہے، بعض نے کہا کہ ''مدین'' ہے بعض نے کہا کہ ''مقنا'' ہے۔

(۴) چہارم:

ایسی جگہوں میں بھی ابہام ہوتا ہے جہاں مقصد یہ ہو کہ مخاطبین کا اشتیاق زیادہ ہو جائے جیسے جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے متعلق کوئی بات سنتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گزرتی تو صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرماتے:

"مَا بَالُ رِجَالٍ قَالُو كذا او فعلو كَذَا" (۲۱)

ترجمہ: ''لوگوں کو کیا ہو گیا کہ اس طرح کہا یا اس طرح کیا۔''

قرآنِ کریم میں اس جیسی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ﴾ (۲۲)

ترجمہ: اور بعض آدمی وہ ہے کہ پسند آتی ہے تجھ کو اس کی بات دنیا کی زندگانی کے کاموں میں اور گواہ کرتا ہے اللہ کو اپنے دل کی بات پر اور وہ سخت جھگڑالو ہے۔

اس سے مراد اخنس بن شریق (۲۳) ہیں اگرچہ بعد میں اس نے سچے دل سے اسلام قبول کیا۔ (۲۴)

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَى مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾ (۲۵)

ترجمہ: کیا تم مسلمان بھی چاہتے ہو کہ سوال کرو اپنے رسول سے جیسے سوال ہو چکے ہیں موسیٰ سے اس سے پہلے اور جو کوئی کفر لیوے بدلے ایمان کے تو وہ بہکا سیدھی راہ سے۔

اس سے مراد رافع بن حریملہ (۲۶) اور وہب بن زید (۲۷) ہیں۔ (۲۸)

(۵) پنجم :۔ کبھی ایسی جگہوں میں بھی ابہام ہوتا ہے جہاں کسی نام کی بجائے وصفِ کامل کو بطورِ تعظیم و تکریم ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (۲۹)

ترجمہ: اور قسم نہ کھائیں بڑے درجہ والے تم میں سے، اور کشائش والے اس پر کہ دیں قرابتیوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ (۳۰)

ترجمہ: اور جو لے کر آیا سچی بات اور سچ مانا جس نے اس کو، وہی لوگ ہیں ڈر والے۔

(۶) ششم: ۔ایسی مقامات میں بھی ابہام ہوتا ہے جہاں نام کی بجائے وصفِ ناقص کو بطورِ تنقیص ذکر کیا جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ (۳۱)

ترجمہ: ''بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھا کٹا۔''

اس سے مراد عاص بن وائل (۳۲) ہیں۔اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ (۳۳)

ترجمہ: اے ایمان والو اگر آئے تمہارے پاس کوئی گناہ گار خبر لے کر تو تحقیق کر لو کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو اپنے کئے پر لگو پچھتانے۔

اس سے مراد ولید بن عقبہ بن ابی معیطہے۔(۳۱)

(۷) ہفتم:

قرآنِ کریم میں ابہام ایسی مقامات میں بھی ہوتا ہے جہاں لفظ عام ہو اور مقصود بھی عموم ہو، البتہ اس کا شانِ نزول کسی خاص واقعہ کے ساتھ خاص ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا قول

﴿وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (۳۵)

ترجمہ: اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور رسول کی طرف پھر آ پکڑے اس کو موت تو مقرر ہو چکا اس کا ثواب اللہ کے ہاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔

اس کے بارے میں عکرمہؒ [م۱۰۷ھ] کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بارے میں چودہ سال تک انتظار کیا کہ اس کا مراد سمجھ سکوں یہاں تک کہ مجھے معلوم ہوا اور وہ ضمرۃ بن العیص (۳۶) جو مکہ کے ضعفاء مسلمانوں میں سے تھے۔ آپ بیمار تھے جب ہجرت کی آیت نازل ہوئی تو آپ یہیں آپ راستے میں ''مقامِ تنعیم'' میں فوت ہوئے۔ (۳۷)

مبہمات القرآن پر کیا گیا کام۔ایک تجزیہ

علوم القرآن کے حوالے سے مبہمات القرآن کا بھی علمائے تفسیر نے خاص اعتناء کیا۔ عکرمہ البربری [م:۱۵۰ھ] کہتے ہیں:

سمعت ابن عباس یقول: طلبت اسم رجل فی القرآن"وھوالّذی خرجمھاجراإلی اللہ ورسولہ"[النساء:۱۰۰]وھوضمرۃ بن أبی العیص.(۳۸)

ترجمہ: ابن عباسؓ سے میں نے سنا کہ میں اس آدمی کے جاننے کی طلب چودہ سال کی جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ''خرجمھا جراإلی اللّٰہ ورسولہ'' پس وہ ضمرہ بن ابی العیص تھے۔

اسی وجہ علامہ سہیلی [م:۵۸۱ھ] نے کہا ہے: **"ھذا اوضح دلیل علی اعتناءھم بھذا العلم ونفاستہ عندھم"(۳۹)**

ترجمہ: ''اُن (اسلاف) کی بھرپور توجہ اور اُن کے ہاں اس علم کی نفاست کی یہ بڑی واضح دلیل ہے۔''

سب سے پہلے مستقل طور پر علامہ عبد الرحمٰن السہیلی [م:۵۸۱ھ] نے کتاب "التعریفوال إعلامفیما أبھمفیالقرآنمنالأسماءوال إعلام" لکھی۔ یہ کتاب مخطوط کی صورت میں المکتبۃ الازھریہ مصر میں رقم: ۸۲:۴۴ پر موجود ہے۔ اس کے بعد ابن عسکر محمد بن علی الغسانی [م۶۳۶ھ] نے "التکمیل والاتمام لکتاب التعریفوال إعلام" مرتب کی۔ یہ کتاب حسن اسمٰعیل مروۃ کی تحقیق کے ساتھ دارالفکر بیروت، لبنان سے ۱۹۹۷ء میں پہلی بار چھپ چکی ہے۔ قاضی القضاۃ بدرالدین محمد بن ابراہیم المعروف بابن جماعۃ الکنانی [م۷۳۳ھ] نے التبیان لمبہمات القرآن لکھی ہے۔ (۴۰)
البتہ امام زرکلی نے اسے غررالبیان لمبہمات القرآن کے نام کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ (۴۱)

حافظ ابن حجر احمد بن علی عسقلانی [م:۸۵۲ھ] نے بھی اسی فن میں ایک کتاب مرتب کی ہے جس کا نام ''الاحکام لبیان مافیالقرآن من الابہام'' ہے۔ (۴۲)

امام جلال الدین سیوطی [م۹۱۱ھ] نے اس فن میں ایک لطیف اور نافع کتاب مرتب کی ہے، جس میں اُنہوں نے سلف کے اقوال کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اس کتاب کا نام ''مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن'' ہے یہ کتاب دکتور مصطفیٰ دیب البغا کی ضبط وتعلیق کے ساتھ مؤسسۃ علوم القرآن، دمشق سے ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی ہے۔

علمائے اسلاف کی اس توجہ سے پتہ چلتا ہے یہ قرآنی علوم اس حیثیت سے بھی تشنۂ تحقیق نہیں ہیں۔

مبہمات کے طرقِ ترجیح:

قرآنِ کریم میں مبہمات کے اسباب بیان کرنے کے بعد ان کے معنیٰ مرادی اور مقصودی کی تعیین کے بارے میں علماء کے اقوال و آراء کو بیان کیا جاتا ہے۔ البتہ مبہمات میں کچھ ایسے ہیں جن کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور کسی کو بھی اس کا علم اور معنیٰ مرادی کی تعیین نہیں دی گئی جیسا کہ امام بدرالدین زرکشی [م ۷۹۴ھ] کی رائے ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"إِلَّا أَنَّهُ لَا يَبْحَثُ فِيمَا أَخْبَرَ اللَّهُ بِاسْتِئْثَارِهِ بِعِلْمِهِ كَقَوْلِهِ ﴿وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ﴾ وَالْعَجَبُ مِمَّنْ تَجَرَّأَ وَقَالَ قِيلَ إِنَّهُمْ قُرَيْظَةُ وَقِيلَ مِنَ الْجِنِّ" (۴۳)

ترجمہ: "ان مبہمات میں بحث کی گنجائش نہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور دوسروں پر ان کے سوا جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے۔ عجب ہے ان لوگوں پر جنہوں نے (اس کے تعیین میں) جرات کر کے کہا ہے کہ ان سے بنو قریظہ مراد ہیں اور یہ بھی کہا جا ہے کہ جنات میں سے ہیں۔"

امام زرکشیؒ [م ۷۹۴ھ] نے مذکورہ عبارت مین واضح کیا ہے کہ بعض مبہمات کا علم اور ان کے معنیٰ مرادی کی تعیین صرف اللہ تعالی کے لئے خاص ہے۔ اور پھر دلیل میں سورہ انفال کی مذکورہ آیت پیش کی اور فرمایا کہ اس کے باوجود بھی ان کے معنیٰ بیان کرتے ہین کہ ان سے مراد بنو قریظہ ہیں یا جنات، یعنی ان پر رد کیا ہے، لیکن امام جلال الدین السیوطی [م ۹۱۱ھ] نے امام زرکشی کی مستدل کا یوں جواب دیا ہے۔

لَيْسَ فِي الْآيَةِ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ جِنْسَهُمْ لَا يُعْلَمُ وإنما الْمَنْفِي عِلْمُ أَعْيَانِهِمْ وَلَا يُنَافِيهِ الْعِلْمُ بِكَوْنِهِمْ مِنْ قُرَيْظَةَ أَوْ مِنَ الْجِنِّ وَهُوَ نَظِيرُ قَوْلِهِ فِي الْمُنَافِقِينَ: "وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ" فَإِنَّ الْمَنْفِيَّ عِلْمُ أَعْيَانِهِمْ ثُمَّ الْقَوْلُ فِي أولئك بأنهم بنو قُرَيْظَةُ أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالْقَوْلُ بِأَنَّهُمْ مِنَ الْجِنِّ أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَرِيبٍ عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم فلا جرأة (۴۴)

ترجمہ: "اس آیت میں یہ بیان نہیں کہ ان کا جنس معلوم نہیں بلکہ ان کی ذات کی نفی کی گئی ہے، پھر یہ قول کہ ان سے مراد بنو قریظہ ہے، کے بارے مین ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے۔ اور اسی طرح کہ ان سے مراد جنات میں سے ہیں کے بارے میں بھی ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن غریب عن ابیہ کی مرفوع حدیث نبی کریم ﷺ سے نقل کی ہے پس جرات نہیں کی جاسکتی۔"

مبہمات القرآن کے مرادی معنیٰ کی تعیین کے بارے میں تقریباً تمام علماء اور مفسرین کی رائے یہ ہے کہ ان کی تعیین و ترجیح میں صرف نقل کی طرف رجوع کیا جائے گا، یعنی ان کے بارے میں حضور ﷺ کا قول، صحابہ وے اقوال یا تابعین کا کے اقوال حتمی رائے

ہوگی۔البتہ سند کی صحت اور ضعف کے اعتبار سے کسی بھی قول کو ترجیح حاصل ہوگی۔چنانچہ علامہ سیوطیؒ [م ۹۱۱ھ] لکھتے ہیں:

"اعْلَمْ أَنَّ عِلْمَ الْمُبْهَمَاتِ مَرْجِعُهُ النَّقْلُ الْمَحْضُ لَا مَجَالَ لِلرَّأْيِ فِيهِ"۔(۴۵)

ترجمہ:"جان لو کہ علمِ مبہمات کا مرجع نقل (روایات) ہے، جس میں رائے کی گنجائش نہیں۔"

اسی طرح امام سیوطیؒ [م ۹۱۱ھ] اپنی مشہور کتاب "مفحمات الأقران فی مبہمات القرآن" میں لکھتے ہیں

"مرجع هذا العلم النقل المحض، ولا مجال للرأي فيه، وإنما يرجع القول فيه إلى قول النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه الآخذين عنه، والتابعين والآخذين عن الصحابة."(۴۶)

ترجمہ:اس علم کا مرجع صرف نقل (روایات) ہے، جس میں رائے کی گنجائش نہیں بلکہ اس میں نبی کریم ﷺ کے قول، صحابہ جو حضور ﷺ سے اخذ کرتے ہیں، کے قول اور تابعین جو صحابہ سے روایت کرتے ہیں، کے قول کی طرف رجوع کیا جائے گا۔"

نتائج (conclusion)

- قرآن فہمی کے لئے دوسرے علوم کے ساتھ مبہمات القرآن کی تعیین کا علم ضروری ہے۔
- قرآنی الفاظ کے معانی میں ابہام کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں، مثلاً: ایسی جگہ ابہام ہوتا ہے جس کی تصریح سیاقِ کلام سے خود معلوم ہوتی ہے یا پہلے سے اشارۃً متعین ہو۔اسی طرح مخاطبین کے اشتیاق کی وجہ سے اور تعیین کا معتد بہ فائدہ نہ ہونے کی وجہ سے بھی ابہام سے کام لیا جاتا ہے وغیرہ۔
- مبہمات کے معنی کی تعیین و ترجیح میں صرف نقل کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) ابو الحسين احمد بن فارس بن زكريا ،القزوينى الرازى ، معجم مقاييس اللغة ، المحقق: عبد السلام محمد هارون ج۱ ،ص۳۱۱،حواله سابق۔

(۲) احمد مختار عبد الحميد عمر ،معجم اللغه العربيه المعاصره،(ماده ب ه م)،ناشر عالم الكتب ،۱۴۲۹ھ۔

(۳) حواله بالا۔

(۴) ابراهيم محمد الجرمى،معجم علوم القران،ص۲۳۸،دارالقلم دمشق ۱۴۲۲ھ۔

(۵) الموسوعة القرانيةالمتخصصه، مجموعة من الاساتذه والعلماءالمتخصصين ،ج۱ص۶۰۸،ناشر المجلس الاعلیٰ لشئون الاسلاميه،مصر۲۰۰۲/۱۴۲۳۔

(۶) محمد سعيدرمضان، البوطي ،من روائع البيان ،ج۱،ص۹۰ ،موسسة الرسالة ،بيروت ۱۴۲۰ھ۔

(۷) القرطبى ،ابو عبد الله محمد بن احمد بن ابى بكر بن فرح [م۶۷۱ھ]، الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي،ج ۱۵،ص ۱۲۰الناشردار الكتب المصرية القاهرة،۱۳۸۴ھ۔

(۸) ابن قتيبه ابومحمد عبد الله بن مسلم الدينورى ،[م۲۷۶ھ]، تأويل مشكل القرآن،ج۱ص۶۶، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان س ن ۔

(۹) [القرآن،المائده۵:۲۷]

(۱۰) مجاہد بن جبر، ابوالحجاج،المكی، القرشی(م:۱۰۴ھ)، تفسير مجاهد، تحقيق:دكتور محمد عبد السلام ابوالنبيل،ج۱، ص۳۰۶، دارالفكر،بيروت ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء۔

(۱۱) [القرآن،الحج۲۲:۱،۲]

(۱۲) ابوشوقه،احمد عمر، المعجزة القرآنية حقائق علمية قاطعة،ص ۱۳۳،دارالكتب الوطنيه،ليبيا۲۰۰۳۔

(۱۳) زید بن حارثه بن شراحيل الكلبی،کو حکیم بن حزام نے حدیجہؓ کے لئے خرید ا جس نے نبی کریمﷺ کو ھبہ میں دے دیا۔آپﷺ نے اسے آزاد کر کے متبنی بنایا اور وہ نبی کریم ﷺ کے محبوب ترین شحص تھے ۔لوگ اسے زید بن محمد سے پکارتے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی ”ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ “مدینہ ہجرت کی ،بدر میں شریک ہوئےاور غزوہ موتہ میں شہادت پائی ۔(مخلوف ،ابن سالم محمد بن محمد عمر بن علی [م۱۳۶۰ھ]، شجرة النور الزكية في طبقات المالكية،ج۲،ص۹۴،دارالكتب العلميه لبنان،۱۴۲۴ھ۔

(۱۴) [القرآن،الاحزاب۳۳،۳۷]

(۱۵) ابوشوقه،احمد عمر، المعجزةالقرآنيةحقائق علميةقاطعة،ص ۱۳۴،دارالكتب الوطنيه،ليبيا۲۰۰۳۔

(۱۶) [القرآن،الفاتحة۱:۷]

(۱۷) [القرآن،النساء ۴:۶۹]

(۱۸) [القرآن،البقره۲:۳۵]

(۱۹) [القرآن،البقرہ۲:۲۵۹]

(۲۰) [القرآن، الأعراف۷:۱۶۳]

(۲۱) الطبری،ابی جعفر،محمدبن جریر[م۳۱۰ھ]، جامع البیان عن تأ ویل آی القرآن،ج۱۳،ص ۱۸۲،تحقیق :احمد محمد شاکر، مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء۔

(۲۲) [القرآن،البقرہ۲:۲۰۴]

(۲۳) اخنس بن شریق:فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔غزوہ حنین میں نبی کریم ؐ کے شریک ہوئے ۔مولفةالقلوب کی طرح نبی کریم نے آپ کو بھی نوازا۔عمر فاروق کی خلافت کے ابتدائی ایام میں وفات پائی۔(ابنِ سعد،ابو عبداللہ محمد بن سعد بن منیع[م ۲۳۰ھ]،الطبقات الکبریٰ، ج:۱،ص۲۹۴تحقیق ودراسةالدکتورعبد العزیز عبد الله السلومي، [الطبقةالرابعةمن الصحابةممنأسلم عندفتح مكةومابعدذلك]،ناشر مکتبة الصدیق الطائف، المملكة العربية السعودية ۱۴۱۶ھ۔

(۲۴) زرکشیؒ،بدرالدین[م۷۹۴ ھ]، البرهان في علوم القران ،ج۲، ص۱۴۷ ، دارإحياءالكتب العربيةعي سالب ابی الحلبي

وشركائه، ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء۔

(۲۵) [القرآن،البقرہ۲:۱۰۸]

(۲۶) رافع بن حریملہ : بنی قریظہ کے یہودی عظماء میں سے تھے ۔قرآن کی آیت﴿أم تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوارَسُولَكُمْ كَمَاسُئِلَ مُوسَى مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَتَبَدَّلِالْكُفْرَبِالْإِيمَانِ فَقَدْضَلَّ سَوَاءَالسَّبِيلِ﴾ اس یہودی کے متعلق نازل ہوئی۔

(البلازری،احمد بن یحیی بن جابر بن داود [م۲۷۹ھ]، جملمنأنسابالأشراف، تحقيق:سهيل زكار و رياض الزركلی، الناشر دار الفكر بيروت،۱۴۱۷ھ)

(۲۷) وھب بن زید :بنی قریظہ کے یہودی عظماء میں سے تھے ۔قرآن کی آیت﴿أم تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوارَسُولَكُمْ كَمَاسُئِلَ مُوسَى مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَتَبَدَّلِالْكُفْرَبِالْإِيمَانِ فَقَدْضَلَّ سَوَاءَالسَّبِيلِ﴾ اس یہودی کے متعلق نازل ہوئی۔(حوالہ بالا)

(۲۸) زرکشیؒ،بدرالدین[م۷۹۴ ھ]، البرهان في علوم القران ،ج۱، ص۱۵۸ ، حوالہ سابق۔

(۲۹) [القرآن،النور۲۴:۲۱]

(۳۰) [القرآن ،الزمر۳۹:۳۳]

(۳۱) [القرآن،الکوثر۳:۱۰۸]

(۳۲) العاص بن وائل السهمی :یہ کفار مکہ کے دین پر تھا ۔مکہ معظمہ میں نبی کریمﷺکےبیٹے قاسم کی وفات پہلے ہوئی ۔قاسم کی وفات کے بعد عبداللہ وفات پاگئے تو عاصُ بْنُ وَائِلٍ نے کہا کہ تحقیق آپ کی اولاد فوت ہوئی اور آپ ﷺ بانجھ ہوئےتو یہ آیت﴿إِنَّشَانِئَكَ هُوَالْأَبْتَرُ﴾ ہوئی۔۔(ابنِ سعد،ابو عبداللہ محمد بن سعد بن منیع[م ۲۳۰ھ]،الطبقات الکبریٰ، تحقیق ودراسةالدکتورعبد العزیز عبد الله السلومي، ج۱،ص۱۳۳[باب ذکر اولاد رسول الله]،مکتبة الصدیق طائف ۱۴۱۴ھ

(۳۳) [القرآن،الحجرات۴۹:۶]

(۳۴) زرکشیؒ،بدرالدین[م۷۹۴ ھ]، البرہان في علوم القران ،ج۱، ص۱۶۰ ، حوالہ سابق۔

(۳۵) [القرآن،النساء۴:۱۰۰]

(۳۶) أبو ضمرة بن العيص:آپ ؓکا تعلق قریش سے تھا ۔آپ مستضعفین مسلمانوں سے تھے ۔ہجرت کے غرض سے نکلے ۔تنعیم کے مقام پر فوت ہوئے۔ آپ کے بارے میں سورہ النسا کی یہ آیت نازل ہوئی ۔﴿ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ۔﴾)[القرآن،النساء ۴:۶۹](ابن الأثیر،علی بن محمد بن محمدالجزری،عزالدین [م ۶۳۰ھ]،أُسد الغابة فی معرفة الصحابة،ج۳ ،ص۳۴۵ ،رقم الترجمہ:۶۰۲۷، دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۵ھ)

(۳۷) زرکشیؒ،بدرالدین[م۷۹۴ ھ]، البرہان في علوم القران ،،ج۱، ص۱۵۹ ، حوالہ سابق۔

(۳۸) العسقلانی،ابن حجر،ابوالفضل احمد بن علی بن محمدبن احمد[م۸۵۲]، الإصابةفي تمییز الصحابة ج ۳ ، ص۳۳۳،دارالکتب العلمیہ بیروت۱۴۱۵ھ۔

(۳۹) السھیلی ،عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمدالخثعمی[۵۸۱ھ]، التعریف والإعلام فیماأبہم في القرآن من الأسماءوالإعلام،ص۱،مخطوط:المکتبة الازھریہ،رقم۴۴۸۲

(۴۰) حاجی خلیفہ ،مصطفیٰ بن عبد اللہ کاتب جلبی القسططینی[م۱۰۶۷ھ]، کشف الظنون عن أسامي الکتب والفنون،ج۱،ص۳۴۱،دار الکتب العلمیہ ۱۹۴۱ء۔

(۴۱) الزرکلی ،خیر الدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس،الدمشقی[م۱۳۹۶ء]، الاعلام ، ج ۵ ، ص ۲۹۸، دارالعلم للملایین۔

(۴۲) ابو الفلاح،ابن العماد،الحنبلی ،عبد الحی بن احمد بن محمد[م۱۰۹۸ھ]، شذراتالذھب في أخبار منذھب ، ج۹،ص۳۹۸،دارابن کثیردمشق بیروت۱۴۰۶ھ

(۴۳) زرکشیؒ،بدرالدین[م۷۹۴ ھ]، البرہان في علوم القران ،،ج۱، ص۱۵۵ ، ۔ حوالہ سابق۔

(۴۴) السیوطی،عبدالرحمن بن ابی بکر،جلال الدین[م ۹۱۱ھ]،الاتقان فی علوم القران، ج۴،ص۹۵،مکتبہ االھیئہ المصیریہ ۱۳۹۴ھ ۔

(۴۵) السیوطی،عبدالرحمن بن ابی بکر،جلال الدین[م ۹۱۱ھ]،الاتقان فی علوم القران، ج۴،ص۹۵،حوالہ سابق۔

(۴۶) السیوطی،عبدالرحمن بن ابی بکر،جلال الدین[م ۹۱۱ھ]،مفحمات الأقران في مبھمات القرآن،ص۸، مؤسسة علوم القرآن، دمشق بیروت۱۴۰۳ھ۔